Digitized By Khilafat Library Rabwah

216

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

روزنامہ

الفضل

قادیان

یوم پنجشنبہ

نمبر ۲۵۶	یکم نومبر ۱۹۴۵ء	۲۵ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ	یکم نبوت ۱۳۲۴ہش	جلد ۳۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۳۱ ماہ اخاء۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق آج سوا نو بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمدللہ آج بھی حضور نماز مغرب سے نماز عشاء تک مجلس میں رونق افروز رہے۔ اور اپنے ۱۹۴۲ء کے رویا کا ذکر فرمایا۔ جو روس چین اور برطانیہ کے متعلق تھا۔ اور اب پورا ہو رہا ہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے فالحمدللہ

صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ابن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو بخار ہو گیا ہے دعائے صحت کی جائے۔

آج بعد نماز عصر مسجد محلہ دار الفضل میں مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ماہانہ جلسہ مکرم مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری کی صدارت میں ہوا۔ جس میں حافظ مبارک احمد صاحب فاضل۔ مولوی عبد الرحمن صاحب مبشر مولوی فاضل اور صاحب صدر نے تقاریر کیں۔ نماز مغرب سے قبل دعا کے بعد کارروائی جلسہ ختم ہوئی

کل بروز جمعرات (یکم نبوت) بعد نماز مغرب مسجد اقصےٰ میں مجلس مذہب و سائنس کے زیر اہتمام مکرم ڈاکٹر عبد الاحد صاحب۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی ڈائرکٹر فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ قادیان "نظام کائنات"

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ایک تازہ تقریر

آج سے بتیس ۳۲ سال قبل کی کیفیت کی ایک جھلک

فضل عمر ہوسٹل کے افتتاح کے موقعہ پر طلبائے تعلیم الاسلام کالج سے خطاب

بارودی صفت پیدا کرو تا عظیم الشان کام سرانجام دے سکو

(مرتبہ۔ ایڈیٹر)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۲۷ اکتوبر بعد نماز عصر نو تعمیر فضل عمر ہوسٹل واقعہ دار العلوم کا افتتاح کرتے ہوئے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

سپرنٹنڈنٹ صاحب ہوسٹل تعلیم الاسلام کالج نے ایک پرانے واقعہ کی طرف اپنے ایڈریس* میں اشارہ کیا ہے۔ آپ لوگ اس واقعہ کی طرف اشارہ کرنے والے اور تاریخی طور پر اسے یاد رکھنے والے اس کیفیت کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ جو کیفیت

آج سے ۳۲ سال پہلے

مارچ ۱۹۱۴ء میں قادیان کے لوگوں پر طاری ہوئی تھی۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے ہمیں امید دلائی ہے۔ کہ وہ ریبٹ فارموں اور ڈیوٹی شاپوں کے ذریعہ کچھ رقم جمع کرنے کی کوشش کرینگے۔ اور اس طرح سلسلہ کے اس بار کو اتارنے میں ممد ہونگے۔ جو اس ہوسٹل کے تعمیر کرنے کی وجہ سے پڑا ہے۔ یہ بار غالباً ۱۶ ہزار روپیہ کا ہے۔ اس کے اتارنے کے لئے ہمارے دس بارہ ایم۔ اے جن میں سے بعض کی عمر ۳۰۔ ۳۵ سال کے قریب ہے۔ اور ڈیڑھ سو طالب علم مختلف گھرانوں کے۔ جن میں سے بعض امیر گھرانوں کے ہیں۔ اور بعض غریب گھرانوں کے۔ بعض ایسے گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو اپنے علاقہ میں اچھی حیثیت بڑا اثر اور کافی رسوخ رکھتے ہیں۔ اور ماں باپ ان کے ساتھ شامل ہو جائیں تو بہت کام کر سکتے ہیں۔ مگر اس سے اس بات کا اندازہ کرو۔ کہ آج سے ۳۲ سال پہلے جماعت کے تمام اداروں پر قبضہ رکھنے والے لوگ ایک ساعت میں جب جماعت سے الگ ہو کر کھڑے ہو گئے تھے۔ تو اس وقت جماعت اس رقم سے زیادہ مقروض تھی۔

یہ ۱۶ ہزار کی رقم

ہے۔ مگر اس وقت ۸ ہزار کچھ سو کا قرض جماعت پر تھا۔ اس وقت کی قادیان آج والی قادیان نہ تھی۔ جتنے محلے قصبہ سے باہر آج آباد نظر آتے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی نہ تھا۔ قادیان کی آبادی اس وقت قریباً اتنی ہی ہوگی جتنی اس وقت کالج اور اس کے متعلقین کی تعداد ہے۔ قصبہ کے باہر جتنے مکانات نظر آتے ہیں۔ سوائے سکول کے اور سوائے مسجد نور اور مولوی محمد علی صاحب کی اس کوٹھی کے جس کی طرف سپرنٹنڈنٹ صاحب نے اشارہ کیا ہے۔ باقی تمام

جنگل ہی جنگل

تھا۔ اس وقت یہ سوال جماعت کے سامنے آیا کہ کیا اپنے اصول پر قائم رہ کر اکابرین جماعت کا مقابلہ کریں۔ یا ان سے ڈر کر ہتھیار رکھ دیں۔ اس وقت اس فیصلہ کا انحصار ایک ایسے شخص پر تھا۔ جس کی عمر کالج کے بہت سے پروفیسروں سے کم تھی۔ جس کی حیثیت موجودہ کالج کے بہت سے پروفیسروں سے بہت کم تھی۔ جس کا علم جہاں تک دنیوی علوم کا تعلق ہے۔ کالج کے ہر طالب علم سے کم تھا۔ صرف اس ایک انسان کے ذمہ یہ فیصلہ کرنا تھا۔ کہ آیا ان تمام ذمہ واریوں کے ہوتے ہوئے آیا ان تمام بوجھوں کے ہوتے ہوئے اور آیا ان تمام کمزوریوں کے ہوتے ہوئے جبکہ جماعت کے تمام اکابر خلاف کھڑے ہو گئے تھے۔ جبکہ بہت سی بیرونی جماعتوں میں ابتلاء آچکا تھا۔ جبکہ جماعت کے لوگوں میں یہ خیال پیدا کر دیا گیا تھا۔ کہ قادیان کے لوگ سلسلہ کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور بہت بڑے فتنہ کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ اس وقت ان کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ یا ان کے سامنے ہتھیار رکھ دینے چاہئیں کہ وہ اکابر جو سلسلہ کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے۔ ان کا اندازہ اس وقت کی حالت کی نسبت کیا تھا۔ جس کی طرف سپرنٹنڈنٹ صاحب نے اپنے ایڈریس میں اشارہ کیا ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہمارا اثر اور رسوخ اتنا زیادہ ہے۔ اور ہمارے مقابلہ میں کھڑے ہونے والے تعداد میں۔ علم میں۔ سازوسامان میں اور اثر و رسوخ میں اتنے کمزور ہیں۔ کہ اگر ہمارے مقابلہ میں کھڑے ہوئے تو گرتے پڑتے

زیادہ سے زیادہ دس سال تک

ٹھہرینگے۔ پھر یہاں عیسائیوں کا قبضہ ہو جائیگا اور احمدیوں کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ اس وقت اس شخص کو جس کی عمر ۲۵ سال تھی۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے اس بات کا فیصلہ کرنے کی توفیق ملی۔ کہ خواہ حالات کچھ بھی ہوں۔ اس جھنڈا کو کھڑا رکھیگا جسکو خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ کھڑا کیا ہے۔

آج آپ لوگ ان پندرہ دنوں کی حالت کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ جو ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کے بعد آئے۔ اور یہ کہ جماعت کو اس وقت کتنا بڑا ابتلاء پیش آیا تھا۔ بیرونجات سے تاریں اور خطوط آئے۔ کہ جب اکابرین جماعت دوسری طرف چلے گئے ہیں تو قادیان والوں کو ان کے خلاف فیصلہ کرنے کا کس نے اختیار دیا تھا۔ اور

* یہ ایڈریس اگلے پرچہ میں درج کیا جائیگا۔

ایڈیٹر: غلام نبی

بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سب سے عجیب واقعہ

میں آپ لوگوں کو سناؤں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات سے چند دن پہلے ایک پروفیسر تھا۔ جو ایم۔ اے تھا۔ میرا گہرا دوست اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا مقبول شاگرد۔ اس کے والد سے جو جموں میں جج تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ذاتی دوستی تھی۔ وہ خود بھی احمدیت میں اخلاص رکھتا تھا۔ اور میرا دوست ہونے کی وجہ سے میرا ہم سبق بھی بن جایا کرتا تھا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی صحبت میں بیٹھا کرتا تھا۔ جب اسے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری کی اطلاع پہنچی۔ تو وہ یہاں آیا۔ اور تین چار روز یہاں رہا۔ مسجد مبارک میں آنے کے لئے ہمارے گھر کا ایک دروازہ ہوتا تھا۔ جو سیڑھیوں کے اندر کھلتا تھا۔ ایک دن اس پر آکر اس نے دستک دی۔ اور میں باہر نکلا۔ اس نے میرا ہاتھ نہایت گرم جوشی سے پکڑ لیا۔ اور رقت سے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس نے کہا۔ مجھے اور چھٹی نہیں مل سکتی۔ اس لئے میں واپس علی گڑھ جا رہا ہوں۔ آپ اس مصافحہ کو میری بیعت سمجھیں میں نے کہا (اس کا نام تیمور تھا۔ اور اب ایک کالج کا وائس پرنسپل ہے۔) تیمور تمہارا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ سے کتنا گہرا تعلق ہے۔ اور تم ان سے سنتے رہے ہو۔ کہ خلیفہ کی زندگی میں کسی اور کے خلیفہ ہونے کا ذکر کرنا گناہ ہے۔ تم بجائے اس کے کہ اچھا نمونہ دکھاتے۔ بہت برا نمونہ پیش کر رہے ہو۔ میرے یہ کہنے پر اسے اور بھی رقت آگئی۔ اور وہ بے ساختہ رونے لگ گیا۔ اور کہا میں جانتا ہوں۔ مگر مجھ سے رہا نہیں گیا۔ کیونکہ میں فتنہ کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی حالت نازک ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کی آنکھیں بند ہوتے ہی قابو یافتہ لوگ نظام سلسلہ کو بدلنے کی کوشش کریں گے۔ اس وجہ سے میں نے بیعت کے لئے کہا ہے۔

یہ سات آٹھ دن حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات سے پہلے کا واقعہ ہے۔ وہ میرا گہرا دوست تھا۔ اور چند ہی گہرے دوستوں میں سے تھا۔ اس نے اس جوش سے مصافحہ کیا۔ اور یہ جانتے ہوئے کہ خلیفہ کی زندگی میں کسی اور کے خلیفہ ہونے کا ذکر کرنا جائز نہیں۔ بے تاب ہو کر گیا۔ اور روتے ہوئے کہا۔ کہ اسے میری بیعت سمجھیں مگر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جماعت نے جب یہ فیصلہ کیا۔ کہ خلافت کو قائم رکھیں گے۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے توفیق دی۔ کہ اس فیصلہ کے مطابق جو قرآن اور اسلام کے رو سے درست ثابت ہے۔ میں جماعت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لوں۔ تو تیسرے ہی دن اس کی طرف سے تار پہنچا۔ کہ فوراً مولوی محمد علی وغیرہ سے صلح کر لو۔ ورنہ انجام اچھا نہ ہو گا۔ اس سے قیاس کر لو کہ وہ کیسے ہیجان کا زمانہ تھا۔ جو شخص آٹھ ہی دن پہلے میرا ہاتھ پکڑ کر کہتا ہے۔ کہ اسے میری بیعت سمجھو۔ اور میں اسے ملامت کرتا ہوں۔ کہ تمہیں ایسا نہیں کہنا چاہیئے۔ وہی آٹھ دن بعد مجھے کہتا ہے۔ کہ تم نے غلطی کی ہے۔ فوراً مولوی محمد علی صاحب سے صلح کر لو۔ ورنہ تمہارا انجام اچھا نہ ہو گا۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو یہ فرمایا۔ کہ ایک شخص رات کو مومن سوئیگا۔ اور صبح کو کافر اٹھیگا۔ اور ایک شخص رات کو کافر سوئیگا۔ اور صبح کو مومن اٹھیگا۔ وہ بات پیدا ہو گئی تھی۔

تو آج آپ لوگ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ وہ دن کیسے خطرناک تھے۔ اور خدا تعالیٰ نے کس قسم کے فتنوں میں سے جماعت کو گزارا۔ اس حالت کا آج کی حالت سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر

وہی جوش اور وہی اخلاص

جو اس وقت جماعت میں تھا۔ آج بھی آپ لوگوں میں ہو۔ تو یقیناً تم پہاڑوں کو ہلا سکتے ہو۔ اس وقت جماعت کے لوگ بہت تھوڑے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا ایمان اور ایسا جوش بخشا۔ کہ کوئی بڑی سے بڑی روک بھی انہیں کچھ نہ نظر آتی تھی۔ آج کے نوجوانوں اور آج کی جماعت اگر ویسا ہی ایمان پیدا کرے تو دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر سکتی ہے۔ جو کام ایک پونڈ بارود کر سکتا ہے۔ ایک ٹن بارود اس سے بہت زیادہ کام کر سکتا ہے۔ اگر اس وقت جماعت کی حیثیت پونڈ کی تھی۔ تو آج خدا کے فضل سے ٹن کی ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ اس وقت جماعت کے لوگ بارود تھے۔ کیا آج بھی وہ بارود ہیں۔ یا ریت کا ڈھیر۔ اگر بارود ہیں۔ تو یقیناً آج اُس وقت کی نسبت بہت زیادہ کام کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر ریت ہیں۔ تو اس وقت کے کام کا سواں حصہ بھی نہیں کر سکتے۔ پس میں نوجوانوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اپنے اندر اخلاص پیدا کریں۔ مجھے اس وقت کے

ایک طالب علم کا واقعہ

یاد آگیا۔ اب وہ دارجلنگ میں تاجر ہے۔ اس وقت یہاں سوال پیدا ہوا کہ جماعت کیا چاہتی ہے۔ آیا خلافت قائم رہے یا نہ اس کے لئے لوگوں کی رائے نوٹ کرنے کا بعض اصحاب نے انتظام کیا۔ بعض سکول کے لڑکوں نے بھی کہا۔ کہ رائے نوٹ کرنے والے کاغذ ہمیں بھی دو۔ ہم بھی دستخط کرائینگے ان سے کہا گیا۔ کہ تمہارے ہیڈ ماسٹر صاحب خلاف ہیں۔ تمہیں تکلیف نہ پہنچے۔ اس وقت مولوی صدر دین صاحب ہیڈ ماسٹر تھے۔ مگر لڑکوں نے کہا۔ ہمیں نقصان کی پروا نہیں اس طرح اس لڑکے نے بھی کاغذ لے لیا۔ اور جو مہمان آتے۔ ان کے سامنے پیش کرتا۔ کہ اپنی رائے لکھ دیجئے۔ اسے دیکھ کر ہیڈ ماسٹر آیا اور اس نے اس کے ہاتھ سے زبردستی کاغذ چھین کر پھاڑ دیا۔ اور کہا جاؤ۔ ایسا نہ کرو۔ یہ میرا حکم ہے۔ مگر اس نے پھر کاغذ لیا اور پنسل سے وہی عبارت اس پر لکھ کر جو پہلے کاغذ پر لکھی تھی۔ لوگوں کے سامنے پیش کرنے لگ گیا۔ پھر ہیڈ ماسٹر آیا۔ اور اس نے کاغذ چھین کر پھاڑ ڈالا۔ اور دستخط کرانے سے منع کیا۔ اس پر اس نے کہا۔ میں آپ کے ادب کی وجہ سے اور تو کچھ نہیں کہتا۔ مگر یہ دینی کام ہے۔ میں اسے چھوڑ نہیں سکتا۔ اس کا والد بھی مخالف تھا۔ اس نے اسے خرچ دینا بھی بند کر دیا۔ مگر اس نے کوئی پروا نہ کی۔ اور آج اچھا تاجر ہے۔

تو اس رنگ میں وہ وقت گزرا۔ اور ان دنوں جو جماعت تھی۔ آج کی جماعت سے اسے کچھ نسبت ہی نہیں۔ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں ایسے امراء ہیں۔ کہ ان دنوں جماعت کی جو سالانہ آمدنی تھی۔ اس قدر آج ایک ایک شخص دے دیتا ہے۔ پچھلے ہی دنوں بعض اصحاب نے ۵۰۔ ۶۰ ہزار روپیہ چندہ دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اخلاص ہو۔ تو انسان بہت کچھ کام کر سکتا ہے۔ آپ لوگوں کو چاہیئے۔ کہ

اپنے اندر اخلاص پیدا کریں

دنیا میں بڑے بڑے کالج ہیں۔ مگر ان میں پڑھنے والے لڑکے تفرقہ اور فساد کا موجب بن رہے ہیں۔ ہمارا تو کالج ہے۔ دنیا میں یونیورسٹیاں ہیں۔ جو مذہب کے لئے ذلت کا موجب ہیں۔ مگر صحیح طریق پر چلنے والے لڑکے بڑے بڑے کام کر لیتے ہیں۔ خواہ ان کا کالج گارے مٹی کا ہی بنا ہوا ہو۔ اور خواہ وہ درختوں کے نیچے بیٹھ کر تعلیم پاتے ہوں۔ تم لوگ اپنے اندر یہ روح پیدا کرو۔ تاکہ تمہارے وجود مفید ثابت ہوں۔ باقی رہی

بوجھ اُٹھانے کی صورت

یہ اس روح کے مطابق نہیں۔ جو ہم میں تھی۔ ہم اس عمر میں اس سے بڑے بڑے کاموں کو بھی بہت چھوٹا سمجھتے تھے۔ اور کر گزرتے تھے۔ میں نے مدرسہ احمدیہ کی بنیاد اسی رنگ میں رکھی اور جب سوال پیدا ہو۔ کہ عربی بولنے کو رواج دینا چاہیئے۔ تو میں نے چندہ کر کے سید ولی اللہ شاہ صاحب اور شیخ عبدالرحمٰن مصری کو مصر بھجوایا۔ پھر تحریری طور پر تبلیغ کرنے کیلئے تشحیذ الاذہان رسالہ اسی طرح جاری کیا۔ کئی تحریکیں ہوتی تھیں۔ جنہیں ہم چند دوست ملکر جاری کر دیتے تھے۔ اور خدا تعالیٰ ان میں برکت دیتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں۔

کالج کے طالب علم

اگر ہوشیاری۔ علم۔ تجربہ اور خاندانی رسوخ سے کام لیں۔ تو چھٹیوں میں چار چار پانچ پانچ سو روپیہ چندہ جمع کر لینا ان کیلئے کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ ابھی ہم اس ہوسٹل کو ڈبل یا تین گنا کرنے کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔ اگر اسے ڈبل کر دیں تو اس میں ڈیڑھ سو طالب علموں کے رہنے کی گنجائش پیدا ہو سکتی ہے۔ اور اگر تین ہوسٹل بنا دیئے جائیں۔ تو ۳۔ ۴ سو طالب علم رہ سکتے ہیں اگر ہم کچا ہوسٹل بھی بنائیں۔ اور موجودہ ہوسٹل کو ڈبل بنا کر آگے برآمدے بنائے جائیں۔ تو ۴۵ ہزار روپیہ خرچ کا اندازہ ہے۔ اور اگر تین گنا کریں تو ایک لاکھ ۴۰ ہزار خرچ کچے کا تخمینہ ہے۔ اور اگر پکا بنایا جائے۔ تو ۲۔ ۳ لاکھ روپیہ چاہیئے۔ پھر بی۔ ایس سی کلاس کھولنی ہے۔ اس کے لئے سامان اور کمروں کی بھی ضرورت ہے۔ ان کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ چاہیئے۔ پھر ایم۔ ایس۔ سی کلاس بھی جاری کی جائے۔ تو

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کل خرچ دس لاکھ کے قریب

ہوگا۔ لیکن اگر موجودہ طالب علم بھی عزم کرلیں کہ جب چھٹیوں پر جائیں۔ تو اپنے دوستوں سے رشتہ داروں سے جن کے پاس وہ جائیں چندہ جمع کرینگے۔ تو یقیناً وہ بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ لوگ عموماً طلباء کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ ہمارے لیڈر بننے والے ہیں۔ تو وہ دو دو تین تین سو روپیہ جمع کرلینا کچھ مشکل نہیں۔ علی گڑھ کے طالب علم اسی طرح کافی روپیہ جمع کرتے ہیں۔ اگر ہر طالب علم دو تین سو روپیہ جمع کرے۔ اور اوسطاً ایک لاکھ روپیہ سالانہ جمع ہو۔ اور کچھ بوجھ انجمن اٹھائے۔ تو چند سال میں دس لاکھ روپیہ جمع ہونا مشکل نہیں ہے۔ اور ہم سب کلاسیں کھول سکتے ہیں۔ یہی جذبہ کالج کے پروفیسروں میں ہونا چاہیئے۔ پس کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ ہمارے نوجوان اتنا بوجھ نہ اٹھائیں۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب امریکہ گئے۔ تو وہاں کے متعلق انہوں نے سنایا۔ کہ ایک لڑکا ان کو شہر دکھانے کے لئے ساتھ ہوگیا۔ وہ کہیں نوکر تھا اس کا باپ بڑا امیر آدمی تھا۔ چوہدری صاحب نے اس سے پوچھا تمہارا باپ اتنا دولت مند ہے تم نوکری کیوں کرتے ہو۔ اس نے کہا میرے باپ کا باپ غریب آدمی تھا۔ مگر میرے باپ نے کوشش کی۔ اور وہ امیر بن گیا۔ اب میں بھی کوشش کرکے اپنے باپ سے بڑھنا چاہتا ہوں۔ پس آپ لوگوں کو جہاں دینی لحاظ سے اپنی اصلاح اور ترقی کی کوشش کرنی چاہیئے۔

وہاں کالج کو ترقی دینے

اور اس کو مدد دینے کی بھی کوشش کرنی چاہیئے آپ لوگ جب کالج کی تعلیم سے فارغ ہو جائینگے۔ تو اولڈ بوائز ایسوسی ایشن بنا لینگے۔ اور دس سال میں ایک ہزار نوجوان اس کالج سے تعلق رکھنے والے پیدا ہو جائینگے کچھ پڑھنے والے اور کچھ اولڈ بوائز۔ اگر ان کی کوششیں اپنے اپنے حلقہ میں جاری رہیں تو دس لاکھ سے بھی زیادہ رقم جمع کر سکتے ہیں۔ اور پھر دس سال میں ۳-۴ ہزار طلباء ہو سکتے ہیں۔ اس طرح یہ اتنا وسیع حلقہ بن جاتا ہے۔ کہ اگر وہ معمولی کوشش بھی کریں۔ تو تین چار لاکھ روپیہ بھی سال میں جمع کر سکتے ہیں۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ قادیان کی رہائش سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ ایک مرض ہے کہ کالج کے طلباء عام لوگوں سے الگ رہتے ہیں۔ جہاں تک آوارگی کا تعلق ہے انہیں الگ رہنا چاہیئے مگر جہاں تک قادیان کا تعلق ہے۔ اگر طلباء خلافت سے وابستگی اختیار نہ کرینگے مقامی اداروں اور نظارتوں سے تعلق نہ رکھیں گے تو ان میں وہ رُوح نہ پیدا ہوگی۔ جو احمدیت پیدا کرنا چاہتی ہے۔ اگر وہ سلسلہ کی تحریکوں سے الگ رہیں گے۔ تو ان میں مذہب سے دلچسپی اور مذہب کے لئے فدا کاری نہ پیدا ہوگی۔ پس کوشش کرنی چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ مرکزی اداروں سے تعلق رکھیں۔ اور وقتاً فوقتاً ان میں کام کریں۔

اب وقت نہیں ہے اس لئے میں دُعا کرکے جاتا ہوں۔ مگر

ایک لطیفہ

سنا دیتا ہوں۔ یہ سامنے کی کوٹھی جنہوں نے اپنے رہنے کے لئے بنوائی تھی۔ اس میں اب ہوسٹل کے جو سپرنٹنڈنٹ رہیں گے وہ ان کے ہم نام۔ ہم قوم۔ ہم ڈگری۔ اور ہم علاقہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے لکھا ہے پہلا آدم آیا تو اسے شیطان نے جنت سے نکالا۔ مگر دوسرا آدم اس لئے آیا ہے۔ کہ جنت میں داخل کرے۔ اس کوٹھی میں پہلے رہنے والے محمد علی نام کے ایم۔ اے ڈگری والے ارائیں قوم کے اور وطن کے لحاظ سے جالندھری تھے۔ ان کے ساتھیوں نے خلافت کے اختلاف کے وقت کہا تھا دیکھ لینا دس سال تک یہاں عیسائیوں کا قبضہ ہوگا۔ خداتعالےٰ کی نکتہ نوازی دیکھو دس سال بعد نہیں تیس سال بعد ایک دوسرا شخص اسی نام اسی ڈگری اسی قوم اور اسی ضلع کا آج ہمارے سامنے یہ کہہ رہا ہے۔ کہ اب میں اس کوٹھی میں رہونگا۔ اور احمدیت کی روایات کو قائم کرنے کی کوشش کرونگا۔ جو کچھ پہلے محمد علی ایم۔ اے آرائیں جالندھری نے کہا تھا بالکل غلط ہے۔ یہ جگہ خداتعالےٰ نے مسلمانوں کے لئے ہی بنائی۔ اور یہیں اسلام کے خادم ہی رہیں گے۔ اور میں محمد علی ایم۔ اے ارائیں جالندھری اپنے طلباء سمیت پوری کوشش کرونگا۔ کہ احمدیت اپنی سب روایات سمیت قائم رہے۔ اور دنیا پر غالب آئے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی مجلس علم و عرفان

۲۷ ماہ اخاء ۱۳۲۴ ہش مطابق ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء

غیر مبایعین کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کی غیر معمولی کامیابی

آج بعد نماز مغرب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مجلس میں رونق افروز ہو کر فرمایا:۔

آج دارالعلوم میں تعلیم الاسلام کالج کے ہوسٹل کا افتتاح تھا۔ وہاں ایک بات لطیفہ کے طور پر ہوئی۔ بعض دفعہ معمولی طور پر واقع ہونے والی چیز سے بہت بڑے نتائج نکل آتے ہیں۔ ایڈریس میں ذکر کیا گیا۔ کہ آج سے ۳۲ سال قبل جب جماعت میں اختلاف پیدا ہُوا۔ تو لاہور کے بعض لوگوں نے کہا تھا۔ کہ ان عمارتوں پر عنقریب عیسائیوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ لیکن غیر کے قبضہ میں جانے کی بجائے خداتعالےٰ کے فضل سے ان میں بہت ترقی ہوگئی ہے۔ بظاہر اللہ تعالےٰ نے ان کی بات کو اس رنگ میں پورا کیا۔ کہ وہاں سے سکول کے لڑکوں کو نکال کر کالج کے لڑکوں کو داخل کر دیا ہے۔ مگر یہ واقعہ جماعت احمدیہ کے ساتھ خداتعالےٰ کی نصرت کا ثبوت ہے اللہ تعالےٰ کی عجیب حکمتیں ہیں مکہ کے لوگوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکالنا چاہا۔ تو اللہ تعالےٰ نے ان کی بات پوری ہونے دی مگر بہت جلد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو فاتح کی حیثیت سے دوبارہ مکہ میں داخل کیا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے سکول کے لڑکوں کی بجائے کالج کے لڑکوں کو داخل کیا ہے۔

اس کے بعد حضور نے غیر مبایعین کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کی ترقی اور خداتعالےٰ کی تائید کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

اللہ تعالےٰ نے ان جانے والے لوگوں کے بدلے ان سے بہتر آدمی دیئے۔ اور کثرت سے دیئے ہیں۔ اگر دو تین چار ڈاکٹر تھے۔ تو اس وقت ہماری جماعت میں تین چار سو کے قریب ڈاکٹر ہیں۔ اسی طرح وکلاء اور تاجروں کی ایک بڑی جماعت اللہ تعالےٰ نے ہمیں عطا کی ہے جب وہ گئے ہیں اس وقت اٹھارہ ہزار کے قریب انجمن پر قرض تھا۔ مگر اب ایک تاجر نے ایک سال میں ۱۰ ہزار کے قریب چندہ دیا ہے۔ اب خداتعالےٰ کے فضل سے اڑھائی تین ہزار آدمی تو ہمارے جمعہ میں ہی ہوتے ہیں۔ اور ۶ ½ سات سو کے قریب اس مسجد میں درس میں شامل ہوتے ہیں۔ غرض اللہ تعالےٰ نے کوئی بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی۔ جس سے عملی لحاظ سے ان لوگوں پر ثابت نہ ہو گیا ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اور ہماری نصرت فرما رہا ہے۔ مگر وہ خداتعالےٰ کی نصرت سے محروم ہیں۔

حضور نے آیت لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا پڑھ کر فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے دیکھنے کے سننے اور سمجھنے کے بہت سے اسباب مہیا فرمائے۔ مگر وہ ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ کیا انہیں نظر نہیں آتا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی وفات سے لے کر اس وقت قادیان میں دس نئے محلے آباد ہو چکے ہیں جن کا ہر گھر نیا ہے۔ اور ان میں آباد ہونے والے لوگ اپنے وطنوں کو چھوڑ کر اور عزیزوں سے علیحدگی اختیار کرکے یہاں آ بسے ہیں حالانکہ وہ لاہور میں بیٹھے ہیں۔ جہاں دنیوی کشش کے بہت سامان ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ان کی حالت دن بدن کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب سید محمد حسین شاہ صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کا کون ان میں قائمقام پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان میں سے بھی لوگوں کو کھینچ کھینچ کر ہماری طرف لا رہا ہے۔ اور وہ کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔ مگر پھر بھی اس قدر واضح اور صاف فرق کو نہیں دیکھتے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے انکو کان دیئے ہیں۔ مگر وہ ان سے سنتے نہیں۔ حضرت خلیفہ اول کی وفات تک صرف افغانستان میں ہی ایک جماعت بیرون ہند کی تھی۔ مگر اب خداتعالےٰ کے فضل سے افریقہ میں امریکہ اور یورپین ممالک میں بکثرت ہماری جماعتیں موجود ہیں۔ اور ہم نے تبلیغ احمدیت کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دیا ہے۔ سیرالیون میں بھی ہمارا مشن ہے انہوں نے بھی کوشش کی۔ کہ وہاں اپنا مشن قائم کریں مگر انکا مشنری تین ہفتے کے بعد واپس ہو کر آ گیا۔ اور اس کے کرایہ کا بھی ہمارے مشنری نے انتظام کیا۔ مگر وہ ان واضح نتائج کیطرف متوجہ نہیں ہوتے۔ یہ تمام نشان پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ نصرت الٰہی ہمارے ساتھ ہے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ابھی ہمارے اندر بھی کچھ کمزوریاں ہیں جن کی وجہ سے ہم اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکے۔ جو ہمارے پیش نظر ہے۔ آج اگر ہم ان کمزوریوں کو ترک کر دیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی نصرت سے آج ہی ہمیں وہ مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔ ولہم قلوب لا یفقھون بھا۔ اللہ تعالیٰ کے نشانات پر نشانات دیکھ رہے ہیں۔ مگر وہ پھر بھی انہیں صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ ان دنوں اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت سے رویاء و کشوف دکھائے ہیں۔ جو نہایت صفائی کے ساتھ پورے ہوئے ہیں۔ مسٹر ماریسن کے متعلق رویاء کے بارے میں تو انہوں نے کہہ دیا تھا۔ کہ حالات سے اندازہ کر کے ایسا خواب بنایا جا سکتا تھا۔ مگر وہ مسٹر سٹالن کے متعلق کیا کہینگے۔ یا تو وہ یہ سمجھیں۔ کہ میں نے ساری دنیا میں بلکہ مارشل سٹالن کے شاہی محل میں بھی اپنے جاسوس چھوڑ رکھے ہیں۔ جو مجھے خبریں بھیجد یتے ہیں۔ یا پھر ان کو ماننا پڑیگا۔ کہ یہ عالم الغیب ہستی کی بتائی ہوئی خبریں ہیں۔

غرض یہ سب ایسی واضح باتیں ہیں۔ جن کے سمجھنے میں کوئی دقت نہیں۔ مگر وہ دل رکھتے ہوئے نہیں سمجھتے۔

۲۸ ماہ اخاء ۲۴ ہش مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء

پروفیسر صاحبان اور طلباء سے خطاب

آج بعد نماز مغرب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس میں رونق افروز ہو کر تعلیم الاسلام کالج کے پروفیسروں اور طالب علموں کو قیمتی نصائح فرمائیں حضور نے فرمایا۔ پروفیسروں کو خود بھی وسیع مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اور اپنے طالب علموں کو بھی اس طرف راغب کرنا چاہیئے۔ کوشش یہ ہوتی چاہیئے۔ کہ ہر شخص کسی نہ کسی خاص شعبہ علم میں کامل دسترس حاصل کرے۔ یورپین لوگوں میں یہ کمال دیکھا گیا ہے۔ کہ وہ کسی علم میں پوری مہارت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

فرمایا۔ دنیا میں صحیح علم بحث و تمحیص سے پیدا ہوتا ہے۔ بشرطیکہ اس میں صحیح رہنمائی کرنے کے لئے کوئی بہترین دماغ موجود ہو۔ یونانی فلسفہ کی ساری خوبی یہ ہے۔ کہ اس میں شاگرد استاد سے اور استاد شاگرد سے بحث کرتا ہے۔ اور جب کبھی وہ اپنے موضوع سے ادھر ادھر ہونے لگتے۔ تو ارسطو ان کی صحیح رہنمائی کرتا۔ اس طرح پر دماغی قویٰ کی افزائش ہوتی ہے۔ اور ذہین میں خود بخود مسائل کو سوچنے اور حل کرنے کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تعلیم الاسلام کالج میں اس قسم کی مجلس قائم کرنی چاہیئے۔ پہلے اعتراضات کی ایک لسٹ تیار کر لی جائے پھر اعتراضات مجلس میں پیش کئے جائیں۔ تاکہ مختلف اذہان میں پہنچکر مختلف افراد کو غور کرنے کا موقعہ ملے۔

مسئلہ تقدیر

اس کے بعد مسئلہ تقدیر کی خفیف تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔ تین چیزیں ہیں۔ جن کے مطابق اللہ تعالیٰ کی تقدیر کام کرتی ہے۔ پہلی صورت یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کسی انسان کی رائے سے ٹکراتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی مشیت غالب آئیگی۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کسی قوم کو تباہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ یا آگ کو جلانے کا حکم دیتا ہے۔ اس میں بہرصورت وہ قوم تباہ ہو کر رہیگی۔ اور کوئی شخص ہزار دعا کرے۔ کہ آگ اسے گزند نہ پہنچائے وہ اسے ضرور جلائے گی۔ دوسری صورت یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے بندے کی رائے نہیں ٹکراتی۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ Neutral ہوتا ہے۔ اگر کسی انسان کی کوشش اور فعل صحیح ہوگا۔ تو اس کا نتیجہ بھی صحیح نکلے گا۔ اور اگر اس کی کوشش غلط ہوگی۔ تو اس کا نتیجہ بھی الٹ نکلے گا۔ تیسری صورت یہ ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی مشیت بندے کی رائے سے موافق ہوتی ہے۔ اور اس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے فیصلہ بھی کر دیا ہوتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے ایک نبی مبعوث کیا۔ اب اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مشیت اور فیصلہ یہ ہے۔ کہ وہ ضرور کامیاب ہوگا۔ اور ایسا ہی ہوتا ہے۔

فرمایا۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ اکثر لوگ جب کوئی کام خراب ہو جاتا ہے۔ تو بجائے اپنا قصور تسلیم کرنے کے کہتے ہیں۔ کہ ہم نے تو پوری کوشش کی تھی۔ مگر خدا نے فلاں بات پوری نہیں کی۔ حالانکہ ان کا طریق عمل صحیح نہیں ہوتا۔ دراصل یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ہتک کرتے ہیں۔ مومن کو اپنی ناکامی کی تمام تر ذمہ داری اپنے اوپر لینی چاہیئے۔ اس خراب ذہنیت کی وجہ سے لوگ کام میں کوتاہی شروع کر دیتے ہیں۔ اگر ان کے اندر یہ احساس ہو کہ خدا نے ان کی کوشش کے مطابق نتیجہ نکالنا ہے۔ تو ان میں ہمت اور استقلال پیدا ہو جائے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امی ہونے کے متعلق نامناسب بحث

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امی ہونے کے متعلق توریت کی جس پیشگوئی کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ اس کے سلسلہ میں امی کے معنی کرنے میں مفسرین اور دوسرے لوگوں نے یہ بحث اٹھائی ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم یافتہ تھے یا نہیں۔ اکثر مسلمان مصنفین اور مورخین نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ رسول کریمؐ لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ حروف شناسی نہ کر سکتے تھے۔ اور بعض نے کہا ہے۔ کوئی کوئی لفظ پڑھ سکتے تھے۔ وہ صلح حدیبیہ کے اس واقعہ سے استدلال کرتے ہیں۔ کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کے اعتراض کرنے پر معاہدہ سے رسول اللہ کے الفاظ خود مٹا دیئے تھے۔ آپ نے وہ کاغذ لے لیا۔ اور انگلی سے وہ الفاظ مٹا دیئے۔ اس وقت آپ نے یہ نہ دریافت فرمایا۔ کہ یہ الفاظ کہاں لکھے ہیں۔ بلکہ کاغذ لیا۔ اور الفاظ مٹا دیئے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ آپ حروف شناسی کر سکتے تھے۔

بعض کہتے ہیں۔ امی کے معنے یہ ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ لکھنا جانتے تھے۔ اور نہ پڑھنا۔ حضرت جعفر کا قول ہے۔ کہ یتلوا صحفاً مطھرۃ سے ظاہر ہے۔ لکھنا نہ جانتے تھے۔ مگر پڑھ لیتے تھے۔ عیسائی بھی کہتے ہیں۔ لکھنا نہ جانتے تھے۔ مگر پڑھنا جانتے تھے۔ وہ یہ اس لئے کہتے ہیں۔ کہ تا قرآن آپ کے امی ہونے کی وجہ سے معجزہ ثابت نہ ہو۔

معلوم نہیں مسلمان مفسرین اور مورخین کو اس بحث میں پڑنے کی ضرورت کیا تھی۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے سلسلہ میں جہاں اس قسم کی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ کہ آپ نے کدو کھایا۔ فلاں قسم کا کپڑا پہنا۔ دھاری دار چادر اوڑھی۔ سوکھا گوشت تناول فرمایا۔ کھجوریں کھائیں۔ وہاں یہ بھی آجائے۔ کہ آپ کچھ پڑھ سکتے تھے۔ تو حرج نہیں۔ کیونکہ محب کو اپنے محبوب کی ہر بات پیاری لگتی ہے۔ اور اس کی ہر بات کا ذکر کر کے وہ خوش ہوتا ہے۔ پس کھجور۔ توری۔ بینگن کھانے کا سوال نہیں بلکہ سوال یہ ہے۔ کہ معشوق نے فلاں چیز کھائی۔ اور عاشق کو اچھی لگی۔ اسی سلسلہ میں کوئی یہ معلوم کرنا چاہے۔ کہ رسول کریم پڑھے ہوئے تھے یا نہیں۔ تو کوئی حرج نہیں۔ محب محبوب کی اس قسم کی باتوں سے لطف حاصل کرتا ہے۔ لیکن اگر اس بات کے لئے یہ بحث کی جائے۔ کہ امی نبی کے آنے کی جو پیشگوئی تھی۔ وہ کس طرح پوری ہوئی۔ تو معلوم نہیں لوگ اس بحث میں کیوں پڑ گئے۔ دشمن تو نقص نکالنے کی کوشش کرتا ہی ہے۔ اور ایسا طریق اختیار کرتا ہے۔ جس سے نقص ظاہر ہو۔ مگر اپنوں کو کیا ہو گیا تھا۔ کیا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اس بات میں ہے۔ کہ ہم کہیں آپ۔ ا۔ ب۔ ل۔ م۔ پہچان سکتے تھے۔ یا آپ کہہ سکتے تھے۔ نہیں۔ بلکہ آپ کی عظمت کی وجہ یہ ہے۔ کہ آپ نے خدا تعالیٰ کا مقرب بننے کے وہ طریق بتائے۔ جو کسی اور نے نہیں بتائے۔ اور خدا تعالےٰ کی حقیقی شان بتائی۔ اس سے اس بحث کا کیا تعلق۔ کہ امی ہونے کے لحاظ سے آپ حروف پہچان سکتے تھے۔ یا نہیں۔ کچھ پڑھ سکتے تھے یا نہیں۔ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ تو بھی اس لحاظ سے جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ امی ہی ہونگے کیا اگر کوئی شخص حروف شناس ہو۔ تو وہ عالم بن جاتا ہے۔

دراصل رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اس قسم کی بحثیں اس لئے کی گئی ہیں۔ کہ بحث کرنے والوں نے یہ نہیں سمجھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت اور عظمت کی وجہ کیا ہے۔ آپ کی عظمت اس لئے نہ تھی۔ کہ آپ ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین پڑھ سکتے تھے۔ بلکہ اس لئے ہے کہ ان الفاظ میں جو مضمون بتایا گیا ہے۔ وہ نہ آپ کے سوا کسی نے بیان کیا۔ اور نہ بیان کر سکے گا۔ اور ساری دنیا کے علوم کبھی اسے غلط ثابت نہیں کر سکیں گے۔ کوئی بڑے سے بڑا سائنسدان یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ میری تھیوری کبھی غلط ثابت نہ ہوگی۔ اور سائنسدانوں کی تھیوریاں غلط نکلتی رہتی ہیں۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ فرمایا۔ کہ یہ وہ کتاب ہے۔ جس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ وہ کبھی غلط ثابت نہ ہوگا۔ اور یہ ہے وہ چیز جس کی وجہ سے رسول کریم

218
Digitized By Khilafat Library Rabwah

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ہے۔ اور اس دعویٰ کے لحاظ سے حروف شناسی تو الگ رہی۔ بڑے سے بڑا عالم ہونا بھی امی ہونے کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اس میں ہے۔ کہ جو دعویٰ آپ نے کیا۔ وہ کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی نہیں کر سکتا۔ پھر آپ کو حروف شناس ثابت کرنے کے لئے بحثوں میں پڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ کہ مفسر یہ ثابت کرنے بیٹھ گئے۔ قرآن کریم کے شروع میں ہی آتا ہے۔ ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین۔ یعنی اس کتاب میں ایسے اعلیٰ سے اعلیٰ معارف ہیں۔ کہ روحانیت کے اعلیٰ مقام پر پہنچے ہوئے لوگ بھی ان سے فائدہ اٹھائینگے۔ اس دعویٰ کے لحاظ سے حروف شناس ہونا تو الگ رہا۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کی ساری کتابیں بھی پڑھے ہوئے ہوتے۔ تو بھی کیا تھا۔ عربی میں اس وقت تھا ہی کیا۔ کیا عربی کی ان کتابوں میں روحانیت کی کوئی بات تھی۔ اگر نہیں۔ تو ان کو پڑھنے سے کیا مل سکتا تھا۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت کی ساری عربی کتابیں نہ صرف پڑھے ہوتے۔ بلکہ آپؐ کو حفظ بھی ہوتیں۔ تو بھی ان میں رکھا ہی کیا تھا۔ معشوقہ کے لئے رونا دھونا اور واویلا کرنا۔ پھر ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا لینا تھا۔

ایک مفسر نے تو ڈھیری ہی ڈھادی۔ وہ حضرت جعفر کا قول نقل کر کے لکھتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھ نہ سکتے تھے۔ پڑھ سکتے تھے۔ اور یہی آپؐ کا معجزہ ہے۔ مگر اس میں معجزہ کیا ہے۔ پرانے مولوی اس قسم کے ہوتے تھے۔ کہ وہ خود پڑھ سکتے اور پڑھا سکتے تھے۔ مگر لکھنا نہ جانتے تھے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک حروف شناسی کر سکتے تھے۔ حدیث سے اس کا پتہ ملتا ہے۔ مگر آپ نے کبھی کچھ لکھا نہیں۔ دستخط تک نہیں کئے۔ پس یتلوا صحفا مطھرۃ کے معنی یہ ہیں۔ کہ وہ نبی پڑھ پڑھ کر سنائیگا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کتاب سے پڑھ کر سنائیگا۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتاب سے پڑھ کر سناتے۔ تو اس کے متعلق صحابہ رضؓ سے روایات آتیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کھول اور پڑھ کر سنایا۔ آپ سناتے ضرور تھے۔ مگر حافظ سے سناتے تھے۔ اور اس طرح روزانہ قرآن کریم سناتے تھے۔ بہر حال ہم کہتے ہیں۔ عیسائیوں کے قول کے مطابق آپ پڑھنا جانتے تھے۔ لکھنا نہیں۔ مگر ادھر صراحتاً یہ ثابت ہے۔ کہ اس وقت تک کی بائیبل پوری عربی میں نہ ملتی تھی۔ ورقہ بن نوفل کے متعلق صرف اتنا آتا ہے۔ کہ توریت کے بعض حصے نقل کرتے تھے۔ لیکن اگر فرض کر لیا جائے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری توریت بھی کہیں سے پڑھ لی تھی۔ تو بھی اس میں سے کیا مل سکتا تھا۔ آپ نے جو کامل تعلیم پیش فرمائی ہے۔ اس کا لاکھواں حصہ بھی تو توریت میں نہیں پایا جاتا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حروف شناسی تھی۔ مگر اس سے آپ کے امی ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ آپ نے توریت سے نکالنا ہی کیا تھا۔ جبکہ اس میں کچھ تھا ہی نہیں۔ قرآن کریم تو مکھن ہے۔ اور یہ مکھن اس گارے کے ڈھیر سے نہیں نکل سکتا تھا۔ جو اس وقت عرب میں پڑا تھا۔ ہم عیسائیوں سے کہتے ہیں۔ تم پہلے یہ تو ثابت کرو۔ کہ اس وقت عربوں کے پاس دودھ تھا۔ پھر یہ کہنا کہ کسی نہ کسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے مکھن نکال لیا۔ لیکن اگر یہی ثابت نہ کر سکو۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گارے میں سے مکھن کہاں سے نکالنا تھا۔ یہ ہم اس بات کو فرض کر کے کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھ سکتے تھے۔ ورنہ تاریخ سے ثابت نہیں کہ آپ کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں بچپن میں انگریزی کے بعض الفاظ سنایا کرتے تھے۔ مگر اس سے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ آپؑ انگریزی پڑھے ہوئے تھے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

دگر استاد را نامے نہ دانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

حالانکہ آپ نے خود اپنی کتابوں میں تین آدمیوں کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ میرے استاد تھے۔ در اصل آپ کا مطلب یہ تھا۔ کہ جو علوم میں دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ وہ کسی استاد سے نہیں پڑھے۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دبستان سے پڑھے ہیں۔

۳۰ ماہ اخاء ۱۳۲۴ھش مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تلاوت کتاب

کل مولوی مبارک احمدؐ صاحب نے آیت وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک پیش کی تھی۔ اس کے متعلق یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ اس جگہ محض تلاوت مقصود نہیں۔ بلکہ یہاں یتلوا صحفا مطھرۃ کی تشریح کی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ ما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ہم اس تلاوت کی نفی کرتے ہیں۔ جو کتاب سے کی جاتی ہے۔ تلاوت دو طرح ہوتی ہے۔ ایک کتاب دیکھ کر دوسرے کسی بات کو دہرانے سے۔ خواہ دہرانے والا نابینا ہی ہو۔ اگر کوئی نابینا قرآن کریم یاد کرے۔ اور پھر قرآن کریم پڑھے۔ تو یہی کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ اور اگر کوئی قرآن کریم دیکھ کر پڑھتا ہے۔ تو وہ بھی تلاوت کرتا ہے۔

پھر کتاب کا لفظ قرآن کریم میں ایک جگہ خط کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ورنہ عام کتابوں کے لئے قرآن کریم میں کہیں استعمال نہیں ہوا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی کتابوں کے متعلق آتا ہے۔ اور قرآن کریم میں کتب سماوی کے متعلق یہ محاورہ ہے۔ پس اس آیت میں جو کتاب کا لفظ آیا ہے۔ اس سے مراد کتب سماویہ میں سے کوئی کتاب ہے۔ کہ وہ آپ نے نہیں پڑھی۔ وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب میں ایک لطیف اشارہ کیا گیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت بھی مخالف کہتے تھے۔ اور اب بھی کہتے ہیں۔ کہ آپ توریت اور انجیل پڑھ کر اس کی باتیں دہرا دیتے۔ اور کہتے یہ الہام ہوا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ منکرین کہتے۔ صبح شام اس پر آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ جنہیں یہ دہرا دیتا ہے۔ (اس موقع پر حضور نے مضمون بتا کر ایک آیت دریافت فرمائی۔ مگر جب کوئی حافظ صاحب وہ آیت نہ نکال سکے تو حضور نے منتظمین مدرسہ احمدیہ کے متعلق فرمایا۔ حافظ بنانے کی طرف خاص توجہ دی جائے اور مدرسہ احمدیہ میں جو حافظ کلاس ہے۔ اس کے متعلق رپورٹ کی جائے۔ کہ کتنے لڑکے پڑھتے ہیں۔ اور کتنا کتنا قرآن حفظ کر چکے ہیں۔ جو لڑکے قرآن ختم کر لیں انہیں حافظ صوفی غلام محمدؐ صاحب کے پاس بھیجا جائے۔ کہ آیات کے مضمون بتا کر آیات نکالنا سکھائیں) تو عیسائی کہتے ہماری کتابوں سے چرا کر یہ سناتا رہتا ہے۔ یہودی اور مشرک بھی یہی کہتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہمارا یہ رسول امیوں میں رہتا ہے۔ اور ان سے سارا دن باتیں کرتا ہے۔ مگر شام تک توریت اور انجیل کے کسی واقعہ کا ذکر نہیں کرتا۔ پھر یہ کیا بات ہے۔ کہ صبح کو اٹھتا ہے۔ تو ان کتابوں کے واقعات دہرانا شروع کر دیتا ہے۔ قرآن کریم میں جو مضامین آئے ہیں۔ وہ ایسے باریک مطالب پر حاوی ہیں۔ کہ جنہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ پھر بعض مسائل توریت کے جو یہودی بھی نہ جانتے تھے۔ وہ آپ پر کھولے جاتے تھے۔ چنانچہ رجم کے متعلق جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا۔ ہمارے ہاں تو اس کا کوئی ذکر نہیں۔ لیکن جب آپؐ نے فرمایا۔ کہ نکالو توریت اور انہوں نے توریت نکالی۔ تو اس میں ذکر موجود تھا۔ پس یہ جو باریک در باریک مسائل قرآن کریم میں آتے ہیں۔ یہ کس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلوم کر لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر یہ جھوٹا الزام لگاتے ہیں۔ اس کے لئے تو انجیل یا توریت پڑھنے کا کوئی موقع ہی نہیں۔ اگر اس نے وہ کتابیں پڑھی ہوتیں۔ تو ان کے واقعات کے متعلق اس نے دوسروں سے باتیں بھی کی ہوتیں۔ مگر کبھی نہیں کیں۔ پھر یکدم اب کرنے لگ گیا ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ باتیں اسے خدا کی طرف سے بتائی جاتی ہیں۔ ورنہ یہ تو اپنی زبان میں لکھی ہوئی کتاب بھی نہیں پڑھ سکتا۔ دوسری زبان کی کتاب کس طرح پڑھ سکتا تھا۔

پس یہاں من کتاب سے مراد کتب سماویہ ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہمارا یہ رسول تم میں رہتا ہے۔ اس کو کبھی کسی نے توریت یا انجیل کے متعلق باتیں کرتے دیکھا ہے۔

اگر نہیں۔ تو پھر کس طرح ایک رات میں اس نے ان کتابوں کو پڑھ لیا۔ اور ایک ہی رات میں غیر زبان بھی سیکھ لی اور ان کتابوں کے سارے مضامین از بر کر لئے۔ اگر ایسا ہوا ہے۔ تو یہ بھی معجزہ ہے۔ مگر یہ تو ان کتابوں سے بالکل ناواقف تھا۔ کبھی اس نے اس کے متعلق کوئی بات نہ کی مکہ میں ایک ہی شخص ورقہ بن نوفل تھا۔ جو توریت کا کچھ حصہ جانتا تھا۔ ساری توریت نہیں۔ مگر دعویٰ کرنے تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے واقف بھی نہ تھے۔ پھر دعویٰ کے بعد جب آپ نے دیکھا کہ بعض لوگ توریت پڑھتے ہیں تو ان کو منع فرما دیا۔ اسی طرح حدیثیں لکھنے سے بھی منع فرما دیا۔ یہ اس احتیاط کے لئے تھا۔ کہ اس وقت قرآن کریم اُتر رہا تھا۔ اور خطرہ تھا کہ اس میں دوسری باتیں مخلوط نہ ہو جائیں۔ ولا تخطہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ کتاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا بھی نہیں کرتے تھے۔ اس میں زائد بات یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ بعض دفعہ انسان گو مضمون نہیں سمجھتا۔ مگر الفاظ نقل کرنا جانتا ہے۔ جیسے کاپی نویس عام طور پر مضمون نہیں جانتے۔ مگر نقل کر لیتے ہیں۔ اور جو شخص اسی طرح نقل کرے۔ وہ کچھ نہ کچھ حروف سمجھ بھی جاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تنزل کے طور پر فرمایا کہ تو تو ان کتابوں کو نقل بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کہ اس طرح تجھے کچھ نہ کچھ معلوم ہو جاتا۔ پس یہ وہی لکھنا مراد ہے جیسے کاتب بے سمجھے بھی لکھ لیتے ہیں۔

آگے فرمایا۔ بل ھو اٰیات بینات کہ قرآن میں ایسی باتیں ہیں۔ جو پہلی کتابوں میں ہیں ہی نہیں۔ اور جب وہ ان باتوں سے خالی ہیں تو یہ نقل کہاں سے کر لیتا ہے۔

حضور کے یہ گفتگو ختم فرمانے پر جب اذان ہو رہی تھی تو ایک صاحب نے کچھ پوچھنا چاہا اس پر حضور نے فرمایا۔ ذرا ٹھہریئے۔ اذان ہو لینے دیں۔

دو خواب جو بہت جلد پورے ہوئے

حضور نے اپنے دو خواب سناتے ہوئے فرمایا۔ کئی لوگ تحفے دے جاتے ہیں۔ مگر بعض دفعہ کوئی معمولی سا تحفہ ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اس کے متعلق خبر دے دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی خاص بات اس میں ہوتی ہے۔

پرسوں یا اترسوں میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص آیا ہے۔ اور اس نے کچھ انڈے دیئے ہیں۔ اور کہا ہے کہ آپ کے لئے لایا ہوں۔ رومال سا ہے جس میں وہ بندھے ہیں۔ اس نے کہا یہ کپڑا خالی کر دیں میں نے وہ انڈے رکھ لئے۔ صبح کو ایک عورت آئی جس نے ۲ کر انڈے دیئے جس کہا۔ میں نے تو خواب میں انڈے لانے والا مرد دیکھا تھا اس نے کہا یہ انڈے میرے بھائی نے بھیجے ہیں۔ تو نامعلوم کس اخلاص اور محبت سے اس نے یہ تحفہ بھیجا کہ قبل از وقت دکھا دیا گیا۔ دراصل کسی کے فعل کو اس کے اخلاص کی وجہ سے ایسی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے کہ اس کی ذرا سی چیز کو خدا تعالیٰ نمایاں بنا دیتا ہے۔ مگر دوسرے کی ہزاروں روپے کی چیز کی پروا نہیں کرتا

پھر فرمایا۔ ڈلہوزی میں میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص نے جس نے کبھی کوئی تحفہ نہ بھیجا تھا۔ سو روپیہ بھیجا ہے اور ایک دوسرے دوست چودھری محمد شریف صاحب جن کی طرف سے پہلے کبھی منی آرڈر آنا یاد نہیں۔ ان کے متعلق دیکھا کہ چار روپے کا منی آرڈر اُن کی طرف سے آیا ہے۔ چنانچہ دوسرے دن یہ دونوں منی آرڈر آ گئے۔

سو روپیہ بھیجنے والے صاحب نے لکھا کہ مجھے گردے کی شدید تکلیف ہو رہی تھی۔ اس وقت میں نے نذر کے طور پر یہ روپے بھیجے۔ ادھر روپیہ بھیجا۔ اور ادھر درد جاتی رہی۔ تو بعض دفعہ ایک بات معمولی ہوتی ہے مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس میں کوئی حکمت ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے متعلق قبل از وقت اطلاع دے دیتا ہے۔ اور اس قسم کی باتوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غیب بندے کے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اگر بندہ کو غیب میں دسترس ہوتی۔ تو وہ بڑے بڑے واقعات بتاتا اور چھوٹے چھوٹے امور کی طرف توجہ ہی کرتا

پھر فرمایا۔ ایک دفعہ میں نے اپنے خیال میں دس روپے کا نوٹ کوٹ کی جیب میں ڈالا۔ جو کھونٹی سے لٹک رہا تھا۔ اور باہر کسی کام سے آیا پھر جب اندر گیا۔ تو دیکھا کہ جیب میں نوٹ نہ تھا۔ وہاں ایک لڑکا بیٹھا تھا۔ اس سے پوچھا کہ کوئی آیا تھا۔ اس نے کہا نہیں۔ اس وقت میں نے دعا کی کہ الٰہی یہ ایسی صورت ہے کہ لڑکا زیر الزام آ رہا ہے مجھے پتہ لگ جائے کہ اصل بات کیا ہے۔

اس پر معاً میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ نوٹ رکھنے کے بعد میں جہاں جہاں تک گیا تھا وہاں تک جاؤں۔ چنانچہ میں گیا تو دیکھا کہ جہاں میرا آخری قدم پڑا تھا وہاں نوٹ پڑا ہے۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

ہمارا سالانہ اجتماع — اور — احباب کا شکریہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

خدام الاحمدیہ کا ساتواں سالانہ اجتماع اپنے انتظامات کے لحاظ سے پہلے اجتماعات کی نسبت بہت بڑھ کر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے اسے پوری کامیابی کے ساتھ ختم کرنے کی توفیق دی۔

اس سلسلہ میں سامان کی قلت بڑی سختی سے محسوس کی جا رہی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے بعض باہمت خدام کو ان کی فراہمی کی توفیق بخشی۔ چنانچہ خدام اٹھوال نے ۱۶ سیر دیسی گھی۔ خدام دولت پور پٹھان کوٹ نے ۱۲ سیر دیسی گھی۔ اور مکرم مولوی عصمت اللہ صاحب لائل پور نے ایک ٹین دیسی گھی اجتماع کے لئے مہیا کیا۔

بیرونی مجالس سے آنے والے خدام قادیان کے خدام کے مہمان ہوتے ہیں۔ جہاں تک آٹے کی سپلائی کا تعلق ہے۔ یہ فریضہ خدام قادیان پر عائد ہوتا تھا اور انہوں نے اسے عمدگی سے ادا کیا۔ چنانچہ خدام کی طرف سے مقررکردہ آٹے کی مقدار کے علاوہ بعض خدام نے اس میں خصوصیت سے حصہ لیا۔ مثلاً نواب زادہ خان محمد احمد خان صاحب نے دو بوری آٹا دیا۔ بابو کرامت اللہ صاحب اور صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے آٹے کے لئے پچاس پچاس روپے کا عطیہ عطا فرمایا۔ مولوی دل محمد صاحب نے بھی آٹے کے لئے مبلغ بیس روپے دیئے۔ اس طرح پر خدا کے فضل سے مجلس کو آٹا خریدنا نہیں پڑا۔

اس ضمن میں بعض اور احباب بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ دوران اجتماع میں جبکہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اس امر کا اظہار فرما رہے تھے کہ اب مجالس کے دورے ہونے چاہئیں اور اگر ہو سکے تو موٹریں بھی خرید لینی چاہئیں۔ تو اسی وقت مکرم محمد صدیق صاحب آف کلکتہ نے موٹروں کیلئے مبلغ ایک ہزار کی پیشکش کی۔ جزاکم اللہ۔ اس کے علاوہ مکرم چودھری انور حسین صاحب وکیل شیخوپورہ نے ایک کار پیش کرنے کا وعدہ فرمایا۔ نیز سیٹھ محمد صدیق صاحب نے بجلی اور گیس کے اخراجات مبلغ یکصد چھ روپے مزید عطیہ عنایت فرمایا جزاہم اللہ احسن الجزاء

مجلس ان سب احباب کا جنہوں نے کسی رنگ میں بھی اجتماع کو کامیاب بنانے یا مجلس کو مضبوط کرنے میں اپنی دلچسپی کا اظہار کیا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ اور اپنے خاص فضلوں کا وارث بنائے۔ اور ہم جو اپنے آپ کو احمدیت کے خادم کہتے ہیں۔ ہمیں صحیح رنگ میں احمدیت کا خادم بنائے تاجب ہم اس کی جناب میں حاضر ہوں۔ تو اسوقت اس کی رحمت کی چادر ہمارے گناہوں اور کمزوریوں کو ڈھانپنے کے لئے ہم پر پھیلا دی جائے۔ آمین ثم آمین

مرزا منور احمد مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

ننھے بچوں کی صحت

کو برقرار رکھنے اور ان کی ہر قسم کی کمزوری۔ سوکھا۔ اسہال۔ بدہضمی پیٹ درد۔ کھانسی کو دور کرنے میں نہایت مفید اور مجرب دوا "دوائے صحت" ہے قیمت فی تولہ ۸ر محصول ڈاک علاوہ

مینیجر شفاخانہ دلپذیر قادیان ضلع گورداسپور

Digitized By Khilafat Library Rabwah

قادیان اور اس کے گرد و نواح میں زمین خریدنے والوں کے لئے ایک ضروری اعلان

بعض اصحاب قادیان میں ہمارے دخیلکاروں کے ساتھ ان کی زیر قبضہ زمین کے متعلق بیع و رہن وغیرہ کی گفتگو شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے جملہ اصحاب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی متعدد مرتبہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ دخیلکاران اپنی زیر قبضہ زمین کے مالک نہیں ہیں۔ بلکہ محض مزارعان موروثی ہیں۔ جنہیں اپنی زمین کے رہن رکھنے یا بیع کرنے یا زراعت کے سوا کسی اور استعمال میں لانے کا حق حاصل نہیں ہے۔ پس آئندہ کوئی صاحب ہمارے دخیلکاروں کے ساتھ بیع و رہن وغیرہ کی گفتگو کر کے اپنا نقصان نہ کریں۔ باقی رہا یہ امر کہ مالکان اعلیٰ کی اجازت کے ساتھ اراضی دخیلکاری حاصل کی جائے سو گو قانوناً ایسا ہونا ممکن ہے۔ لیکن چونکہ اس سے مالکان کے حقوق پر وسیع اثر پڑتا ہے۔ اور کئی قسم کی مشکلات اور ناگوار حالات کے پیدا ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ اسکے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس قسم کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ لہذا احباب کو چاہیئے کہ ایسی اجازت حاصل کرنے کے درپے بھی نہ ہوں۔

علاوہ ازیں قادیان کے گرد و نواح میں تین گاؤں ایسے ہیں۔ جہاں کے باشندگان اپنی اراضیات کے کامل مالک نہیں ہیں بلکہ صرف مالک ادنیٰ ہیں۔ اور ملکیت اعلیٰ کے حقوق ہمارے خاندان کو حاصل ہیں یہ دیہات ننگل باغباناں۔ اور کھیی بانگر اور کھارا ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ ان دیہات میں کوئی سودا مالکان اعلیٰ کی پیشگی اور تحریری اجازت حاصل کرنے کے بغیر نہ کریں۔ یہ پابندی ان دیہات کے قدیم اور اصل باشندگان کی طرح باقی سب احباب پر عائد ہوگی۔ خواہ وہ اس سے قبل ان دیہات میں کوئی اراضی حاصل کر چکے ہوں یا آئندہ کرنا چاہیں۔

خلاصہ یہ کہ قادیان کی اراضی دخیلکاری کی خرید و رہن وغیرہ بہر صورت منع ہے اور کسی صورت میں بھی اسکی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اور جو شخص ایسا سودا کرے گا۔ وہ اپنے نقصان کا خود ذمہ دار ہوگا۔ اور ننگل اور کھیی اور کھارا کی اراضیات ملکیت ادنیٰ کے لئے مالکان اعلیٰ کی پیشگی اور تحریری اجازت ضروری ہے۔ جس کے بغیر سودا ناجائز سمجھا جائے گا۔ اور قابل منسوخی ہوگا۔ امید ہے کہ اس واضح اور مکرر اعلان کے بعد کوئی صاحب اس اعلان کے خلاف قدم اٹھا کر اپنے نقصان اور ہماری پریشانی کا باعث نہیں بنیں گے فقط والسلام

خاکسار

مرزا بشیر احمد ایم۔ اے قادیان

مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۵ء

خریداران کی خدمت میں ضروری گزارش

جن خریداروں کے چندہ ختم ہیں۔ اُن کے نام وی۔ پی بھیجے گئے۔ وصول فرما کر ممنون فرمائیں

(مینجر)

سرور زندگی

ہاضمہ کی خرابی سے نظام معدہ بگڑ کر دماغی تھکاوٹ جسمانی اعصابی کمزوری کے باعث نیند نہیں آتی۔ لہذا

Digesole.

ہی ایک صحت بخش ٹانک دوا ہے جو تمام اعصابی کمزوریوں کو رفع کر کے جسم میں طاقت پیدا کرتی۔ اور گہری نیند لاتی ہے۔ کھانے میں خوش ذائقہ ہے قیمت فی شیشی ۱ /۸ ایک روپیہ آٹھ آنے۔ محصول بذمہ خریدار

کنول اینڈ کمپنی۔ بٹالہ پنجاب

ہمدرد نسواں

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا تحریر فرمودہ نسخہ۔ اٹھرا کے مریضوں کے لئے نہایت مجرب و مفید ہے قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ۔ مکمل خوراک گیارہ تولہ بارہ روپے۔ ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان

چاقو

بہترین پاکٹ نائف

ایجنٹ:۔ فضل برادرز جنرل مرچنٹس قادیان

قیمت فی چاقو ایک روپیہ ۔۔۔

اصلی فولادی

ہاگورا چاقو جس کے خوشنما دستے پر ہاگورا کا اشتہار ہوتا ہے

گارنٹی

اسٹیل خراب نکلنے پر استعمال شدہ واپس۔ اکٹھے چھ چاقو منگوانے پر خرچہ ڈاک دپارسل معاف

ملنے کا پتہ:۔ ایس۔ ایم۔ عبداللہ احمدی۔ ہاگورا ورکس۔ وزیر آباد۔ پنجاب۔

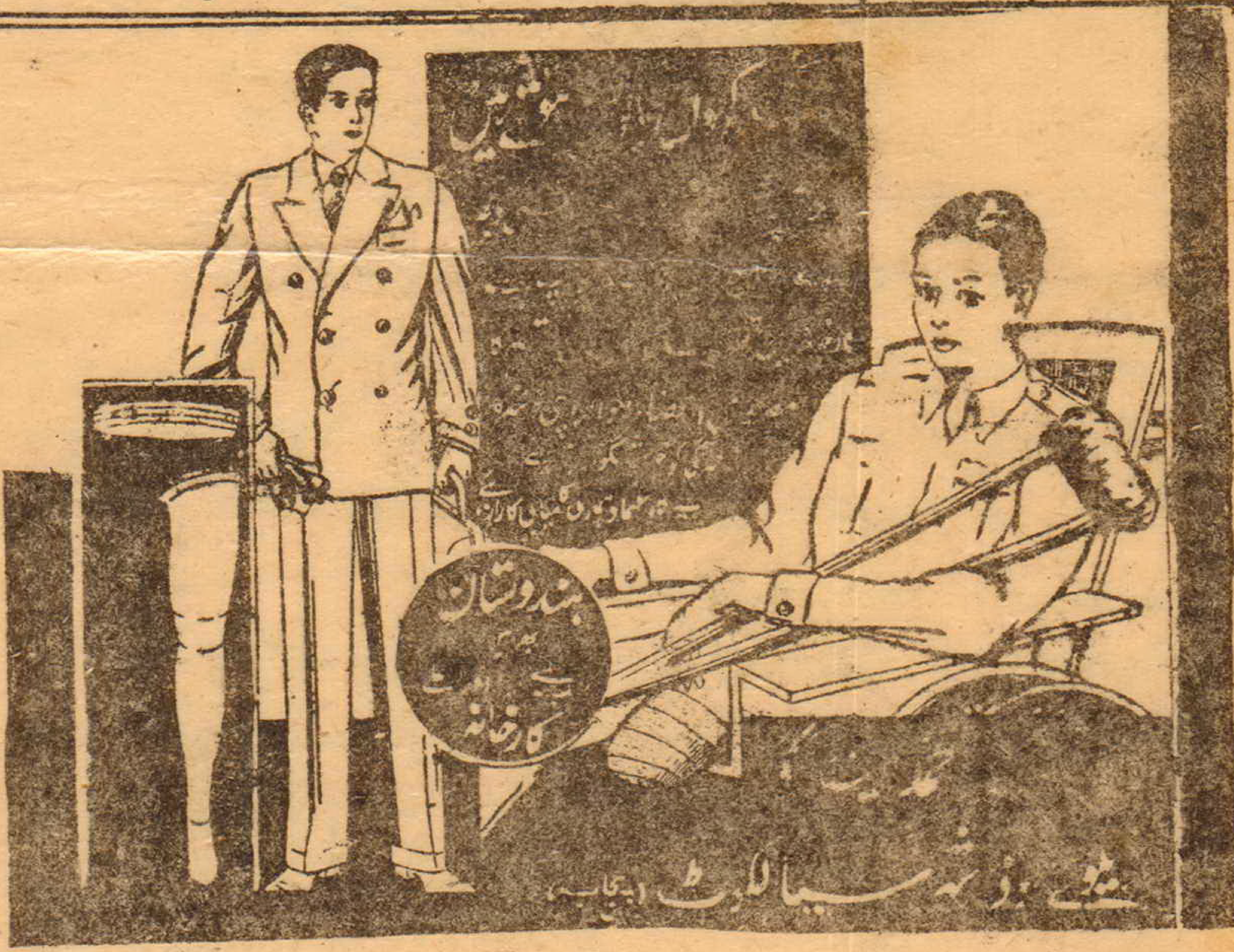

باجازت امور عامہ

قادیان میں باموقع جائیداد

(۱) اس وقت میرے پاس مختلف محلہ جات میں نہایت باموقع سکنی قطعات ہیں۔ جو احباب خرید کرنا چاہیں مجھ سے خط و کتابت کریں۔

(۲) نیز قطعات برائے دوکانات بھی قابل فروخت ہیں۔

(۳) چند باموقع مکانات مختلف محلہ جات میں قابل فروخت ہیں۔

(۴) جائیداد کی خرید و فروخت کے متعلق مجھ سے خط و کتابت کریں۔

خاکسار

قریشی محمد مطیع اللہ۔ قریشی منزل۔ دار العلوم قادیان

خالص شہد

زعفران۔ زیرہ۔ بادام۔ تازہ سیب۔ مختلف سبزیوں کے بیج۔ خوشبودار مصالحہ وڈی۔ کشمیر ٹریڈ کنٹرول قیمت پر طلب فرمائیں۔ تاجر صاحبان اپنے مال کی ایجنسی دیں۔

پیر اگن کمپنی ایکسپورٹ امپورٹ اینڈ کمیشن ایجنٹ بارہ مولہ (کشمیر)

دلروز

آنریبل ڈاکٹر سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی دلروز جٹ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں

میرے بائیں بازو کا پھوڑا جو میں نے آپ کو دکھایا تھا۔ مجھے پچھلے دو سال سے تکلیف دے رہا تھا میں نے اس پر کئی ایک دوائیں برتیں لیکن سب بیفائدہ میں بمسرت کہتا ہوں۔ کہ دلروز کی دو چھوٹی شیشیوں نے اس کو بالکل اچھا کر دیا۔ جس کے لئے میں آپ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(ترجمہ انگریزی)

تمام جلدی امراض کا ایک ہی علاج

۱۹۰۴ء سے استعمال میں ہے

گذشتہ چالیس سالہ تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ دلروز جملہ العلاج دوا نے جلدی لوگوں ہر قسم کے پھوڑے پھنسی مقامی پھوڑے مغلاتی پھوڑا ناسور بھگندر خنازیر کھجلی الی گلٹی داد چنبل چندی جسم خارش درد ہلن سوجن چوٹ زخم اور زہریلے جانوروں کے ڈسے ڈنک کا بہترین اور آسان علاج ہے۔

قیمت فی شیشی دو روپیہ ۔۔۔ ایک روپیہ ۔۔۔ آٹھ آنہ

ہر مشہور دوا فروش سے طلب کریں

حکیم طاہر الدین اینڈ سنز۔ دلروز والا۔ فیروز پور روڈ۔ لاہور

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

واشنگٹن ۳۱ اکتوبر۔ فار ایسٹ ایڈوائزری کمشن کا جلسہ کل سے شروع ہے۔ جس میں دس ممالک کے نمائندگان شریک ہو رہے ہیں۔ روس کی طرف سے ابھی تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

بٹاویہ ۳۱ اکتوبر۔ انڈونیشین نیشنلسٹ لیڈروں اور ڈچ افسروں کے مابین صلح کی جو بات چیت ہونے والی تھی۔ وہ نامعلوم مدت کے لئے ملتوی ہو گئی ہے۔

مدراس ۳۱ اکتوبر۔ حکومت مدراس نے زمانہ جنگ میں انڈیا ڈیفنس ایکٹ کے ماتحت اخباروں پر جو پابندیاں عاید کی تھیں۔ ان کو اٹھا لیا ہے۔

ٹوکیو ۳۱ اکتوبر۔ جزائر بورنیو میں جاپانی فوجوں سے ہتھیار رکھوانے کا کام کل ختم ہو گیا ہے۔

بٹاویہ ۳۱ اکتوبر۔ ڈچ گورنمنٹ کے کمانڈر جنرل کرسٹیسن نے ایک اعلان میں بتایا کہ سورابایا میں نیشنلسٹوں نے برطانوی کمانڈر کو گولی سے اڑا دیا ہے۔ جس وقت اس پر گولی چلائی گئی۔ اس وقت وہ انڈونیشین لیڈروں کے ساتھ صلح کی گفتگو کر رہا تھا۔ نیشنلسٹ لیڈر ڈاکٹر سکارنو کے نام حکم جاری کیا گیا ہے۔ کہ وہ فوراً ڈچ ہیڈ کوارٹر میں حاضر ہو جائیں۔

قاہرہ ۳۱ اکتوبر۔ آج عرب لیگ کی کونسل کا جلسہ ہو رہا ہے۔ جس میں عرب لیگ کے جنرل سیکرٹری عزام بے اپنی مساعی کی رپورٹ سنائینگے۔ وہ ابھی ابھی لنڈن کے ذمہ وار افسروں سے گفتگو کر کے واپس آئے ہیں۔

لنڈن ۳۱ اکتوبر۔ پہلے اعلان ہوا تھا۔ کہ اس ہفتہ میں فلسطین کے بارہ میں حکومت برطانیہ کوئی اہم بیان جاری کرنے والی ہے۔ مگر اب اسے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ وزیر اعظم برطانیہ نے بتایا ہے۔ کہ جب تک قضیہ فلسطین کے متعلق پارلیمنٹ میں بحث نہ کر لی جائے۔ اس وقت تک کوئی بیان نشر نہیں کیا جا سکتا۔

برلن ۳۱ اکتوبر۔ جرمنی پر کنٹرول کرنے والے کمیشن کے نمائندگان کی ایک ضروری میٹنگ برلن میں منعقد ہوئی۔ جس میں دیگر ممالک کے جرمنی کے سامان پر قبضہ کرنے کے معاہدہ پر دستخط ہوئے ہیں۔

واشنگٹن ۳۱ اکتوبر۔ امریکہ کے نمائندہ ہوس نے ایٹم بم پر کنٹرول کرنے کے لئے ایک بل منظور کیا ہے۔

واشنگٹن ۳۱ اکتوبر۔ صدر ٹرومین نے مزدوروں اور کارخانہ داروں کو ایک بیان میں بتایا۔ کہ کارخانہ دار قیمتوں کو برقرار رکھتے ہوئے مزدوریوں میں اضافہ کر سکتے ہیں اور مزدوروں کو چاہیئے۔ کہ وہ بھی حد سے زیادہ اپنی مزدوریوں کو نہ بڑھائیں۔

واشنگٹن ۳۰ اکتوبر۔ ذمہ وار حلقوں کا بیان ہے۔ کہ پوٹسڈم کے مذاکرات کے بعد مسٹر ایٹلی اور صدر جمہوریہ امریکہ کی ملاقات دنیا کا اہم ترین واقعہ ہو گی۔ مسٹر ایٹلی کا مشن یہ ہے۔ کہ دونوں ملکوں کی خارجی سیاسیات میں زیادہ سے زیادہ یکجائی پیدا کی جائے۔ واشنگٹن کے حلقوں میں مسٹر ایٹلی کی آمد کو بہت اہمیت دی جا رہی ہے۔ ان مذاکرات میں ایٹم بم کے مسئلہ پر خصوصی توجہ مبذول کی جائے گی۔ رئیس ٹرومین نے حال ہی میں اعلان کیا ہے۔ کہ ایٹم بم کا راز حکومت امریکہ کسی دوسری حکومت کو نہیں بتائے گا۔ ایٹلی اور رئیس ٹرومین کے مذاکرات میں یہ مسئلہ فیصلہ کن اہمیت کا حامل ہو گا۔

چنکنگ ۳۰ اکتوبر۔ چینی کمیونسٹوں اور محبان وطن کے درمیان جنگ اس حد تک وسیع ہو چکی ہے۔ کہ اگر اسے پھیلنے کا موقع دیا گیا۔ تو سارا چین خانہ جنگی میں مبتلا ہو جائے گا۔

قاہرہ ۲۹ اکتوبر۔ جامعہ ازہر کی ہزارویں سالگرہ اس سال یونیورسٹی کے شایانِ شان انداز میں منائی جائے گی۔

کلکتہ ۳۰ اکتوبر۔ حکومت بنگال کا ایک پریس نوٹ مظہر ہے۔ کہ ۲۰ اکتوبر تک ۴۶۴ سیکورٹی قیدی رہا کر دئے ہیں۔

لاہور ۳۰ اکتوبر۔ مندرجہ ذیل سرکاری اعلان جاری ہوا ہے۔ برطانوی پارلیمنٹ نے ہندوستانی فوجیوں کو ووٹ دینے کی سہولت کے متعلق قانون منظور کر دیا ہے۔ اس قانون کی شرائط کے مطابق حکومت پنجاب نے پنجاب اسمبلی کے لئے انتخابی قواعد وضع کئے ہیں۔ جو شخص جنگی خدمات کی بناء پر اپنے ووٹ کا اندراج کرانا چاہتا ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنی مصدقہ درخواست شخصی طور پر کسی مستند ایجنٹ یا اپنے کمانڈنگ آفیسر کی وساطت سے بذریعہ ڈاک روانہ کرے۔ درخواستیں اپنے اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر کو ارسال کی جائیں۔ درخواست دہندگان کی طرف سے تحریری درخواستیں موصول ہونی چاہئیں۔ درخواستوں کی تصدیق کسی کمشنڈ آفیسر آنریری مجسٹریٹ۔ سب رجسٹرار۔ ذیلدار۔ نمبردار کی طرف سے ہونی چاہیئے۔ میونسپلیٹی کی صورت میں درخواستوں کی تصدیق کمشنڈ آفیسر یا میونسپلٹی کے مقامی حکام کی طرف سے ہونی چاہیئے۔ ان قواعد کے مطابق کسی درخواست پر کورٹ فیس عائد نہیں ہو گی۔

حیفہ ۲۹ اکتوبر۔ آہن پوش قسم کا برطانی جنگی جہاز "اوریان" یہاں آ پہنچا ہے۔ اسی قسم کا جہاز "بیروز" اور بناماکن پہلے سے یہاں موجود ہیں۔

ٹوکیو ۳۰ اکتوبر۔ جاپانی اخبار "یوری ہوچی" نے ایک ایڈیٹوریل میں لکھا ہے۔ کہ جاپان کے شہنشاہ ہیروہیٹو کی سالانہ آمدنی زرعی زمینوں اور دیگر ذرائع سے دس لاکھ ڈالر ہے۔ اس کے علاوہ شہنشاہ کا ذاتی بجٹ ۲½ ملین ڈالر کے قریب ہے۔ جس پر جاپانی پارلیمنٹ کا کوئی کنٹرول نہیں۔ یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ ایک جاپانی اخبار نے شاہی گھرانے کے اخراجات پر اظہار رائے کی جرأت کی۔

سیگاؤں ۳۰ اکتوبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ سیگاؤں کے ۲۵ میل جنوب میں گوگانگ کے شہر پر ان فرانسیسی فوجوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ جو جنگی جہاز رشیلو پر توپوں سے مسلح ہو کر پہنچے تھے۔ شہر کی ڈیفنس بیحد مضبوط تھی۔

لنڈن ۳۰ اکتوبر۔ لیبر وزارت نے گذشتہ ایک صدی کی ایک اور پرانی روایت کو توڑنے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ آئندہ جنگ میں فتح پانے والے بڑے بڑے فوجی افسروں کو بڑی بڑی رقوم نہیں دی جایا کرینگی۔ وزیر اعظم ایٹلی نے اس کے متعلق کل پارلیمنٹ میں اعلان کر دیا۔ جس میں کہا۔ کہ یہ رواج زمانہ کے حالات کے مطابق نہیں ہے۔

بٹاویہ ۳۰ اکتوبر۔ ایک ولندیزی افسر اور ایک غیر کمیشن یافتہ افسر آج جاوا میں ہلاک کر دیئے گئے۔ کسی نے ان کو چھرا گھونپ کر ہلاک کر دیا۔

فوجی احباب کے لئے ضروری اطلاع

جو لوگ فوجی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ ان کے لئے گورنمنٹ نے اجازت دے دی ہے۔ کہ وہ الیکشن میں ووٹر بن سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر کو درخواست دینی ہو گی۔ جس کا وہ باشندہ ہے۔ یا جس میں وہ عام طور پر رہائش رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس وقت جنگی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ تو اس کی درخواست کمانڈنگ افسر کی تصدیق کے ساتھ بذریعہ ڈاک بھیجی جانی چاہیئے۔ یا اگر فوجی ملازمت میں نہیں۔ تو وہ خود یا بذریعہ مختار ایڈووکیٹ پیش کر سکتا ہے۔ فوجی کے لئے اسکی درخواست پر کوئی کورٹ فیس لگانے کی ضرورت نہیں یہ درخواستیں ۲۰ نومبر سے پہلے ڈپٹی کمشنر ضلع کو پہنچ جانی چاہئیں۔ بہتر یہ ہو گا۔ کہ رجسٹری کر کے بھجوائی جائیں۔ جو فوجی خدمت سے سبکدوش ہو چکے ہیں۔ وہ بھی اپنی درخواست بھیج سکتے ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ اپنی درخواست پر کسی کمشنڈ فوجی افسر آنریری مجسٹریٹ۔ ذیلدار یا نمبردار کی تصدیق کرائیں۔ تمام درخواستیں مجوزہ فارم پر ہونی چاہئیں۔ جو دوست قادیان یا تحصیل بٹالہ کے دیہات کے رہنے والے ہیں۔ انہیں اپنی درخواستیں ڈپٹی کمشنر گورداسپور کو بھجوانی چاہئیں۔ (ناظر امور عامہ)

لنڈن ۳۰ اکتوبر۔ بنک آف انگلینڈ کو قومی ملکیت بنانے کے لئے جس بل پر پارلیمان میں بحث ہو رہی ہے۔ اس کی دوسری خواندگی پر حکومت نے اپوزیشن کو ۱۴۳ کے مقابلے میں ۱۵۳ ووٹوں سے شکست دی۔

لاہور ۳۰ اکتوبر۔ سٹوڈنٹس کانگرس نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۵ نومبر کو پنجاب کے طول و عرض میں تمام سکولوں اور کالجوں میں ہڑتال کی جائے۔ ہڑتال کا مقصد آزاد ہند فوج پر مقدمہ چلائے جانے کے خلاف احتجاج کرنا ہے۔ بازاروں میں ہڑتال اور طلباء کے جلوس بھی اس تاریخ کے پروگرام میں شامل ہیں۔

دہلی ۳۰ اکتوبر۔ امریکی ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندوستان سے امریکہ کی خریداری (جس کا تعلق ادھار پٹہ سے نہیں) ایک ارب